

بزر جھاڑ کنوں۔ غرض کو ایک عالم بزر تھا۔ طاقوں اور بڑے پتوں پر طرح طرح کے گلہ سے چٹنے ہوئے تھے۔ سارے بان میں چینی کے ناندوں میں بذریعہ شاں اور دوسرے اقسام کے قرآن نہیں رہیں پتوں کے لگائے ہوئے تھے۔ ایک طرف زمردی پالیوں کی پلٹکڑی سی لگی ہوئی تھی۔ پلٹکڑی کے سامنے ٹلسی دروزہ نصب کیا گی تھا۔ اس ٹلسی دروازے کی ساخت عجیب و غریب تھی۔ ایک محراب دار المارسی کی قطعہ تھی۔ سر محراب بدر نہایت ہی خوبصورت گول کلاں لگے ہوئے تھے۔ دروازے کے دونوں پر ایک ڈالا زمرد کے شیشے کے تھے۔ نہیں کھٹک لگے ہوئے تھے۔ محراب دار حصہ علیحدہ پتوں سے کھٹکا نہ ہوتا تھا۔ اس کی ساخت مثل ایک صندوقچے کی تھی۔ اس میں ایک ٹلسی قفل لگا تھا جسے عرفِ عام میں قفل (انجد کہتے ہیں) اس قفل کا اسم خاہ صاحب نے نواب صاحب کو بتا دیا تھا۔ کھڑی کے الارم کار از بھی نواب صاحب کو معلوم تھا۔ کبھی کبھی یہ الارم خود خود مجھ سا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بہت ہی خوش آہنگ گت بختنی تھی یہ پرستائی کی کرنے کی علامت تھی۔ نواب صاحب۔ محراب دار صندوقچے کو کھولتے تھے۔ اس میں سے یا خط مٹتا تھا۔ یا کوئی اور شے۔ مثلاً انٹو ٹھی۔ یا عطر دات۔ یا گوریاں۔ یا پردہ قاف کی شراب کی قلم وغیرہ وغیرہ۔

مکرے کے پاہر کے کوٹھے لے جن میں ایک بیکار ڈالا گیا تھا۔ اس بیکار میں ایک صندل تختہ بخھا ہوا تھا اُس کے درمیان میں ایک حوض کوئی سو گز مریخ میں کیوڑے گلاب سے مجھرا رہتا تھا۔ یہاں نواب صاحب کو دوبارہ غسل کرنا ہوتا تھا۔ مٹکا میں کھڑا ہوں۔ تو یہ۔ ترینہ۔ آپنہ۔ کٹھی۔ عطر۔ تیل۔ صابون۔ غرض کا سامان غسل سے فارغ ہو کر بلوشاں پہننے کا وہاں صہیا تھا۔ خاص بلوشاں بھی یہیں رہتی تھیں۔

نواب صاحب یہاں غسل کے بعد پھرے ہوں کے تھیک ہارہ بجے مکرے میں داخل ہوتے تھے۔ ٹلسی دروازے کی طرف منہ کر کے پلنگاڑی پر بیٹھتے تھے۔ چند دقائقوں کے بعد الارم چھتا تھا۔ نواب صادق ٹلسی صندوقچے کا قفل کھولتے تھے۔ اس وقت مخلوق ایک شیشہ شراب قاف کا ملتا تھا۔ اُس کو ایک زمرد کی پھوپھو ماکرتے تھے۔

ٹلسی دروازے کی طرف سے ہار میں اور پیانو کے بجھنے کی آواز آتی تھی۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا تھا

جیسے کوئی ناق رہا ہے۔ گتھن۔ اور تو ملے صاف سال دیتے ہیں۔ بھی کبھی پرسی کا بھی دیدار پر بھی تباہ۔ پرسی کا لاس دہانی یا بزرگ پڑھنے تا رے ملے ہوئے۔ بزرگ شنی میں تار وی کا چکن جیسے برا در دیتا تھا کبھی کچھ شہر سا ہوتا تھا۔ جیسے وہی زبرہ شامل جس کو ٹوٹے کھنڈ رہیں دیکھا تھا۔ لہاس فادرہ سے آزادی زمر دی کو اڑوں کی آڑیں کھڑائی مسکرا رہی ہے۔ دیدار کا دیقتہ دو تین دیقتوں سے زیادہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد وہ ہلاکی صورت پھر نظر وی سے خارج ہو جاتی تھی۔ بھی دو مرتبہ بھی تین مرتبہ کبھی صرف ایک ہی بار سامنا ہوتا تھا۔ ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ نواب صاحب رات بھر لگکی باندھ بیٹھے رہے۔ اور ایک جھلک، دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ جب کبھی ایسا ہوتا تھا نواب صاحب پر جیر دلوں پر بیان کرتے تکین دل کر دیتے تھے۔

شah صاحب۔ وہ تو آپ پر جان دیتی ہے اُس کا جی تو یہ چاہتا ہے کہ دن رات آپ کی صورت دیکھ کر کے پرانے بسیں میرے۔ والدین قید بخت اُس پر طڑہ لکھنام جوگی کی شرارت اور بھی ناک میں دم ہے۔ بخت دہولاگری کی چلی پر سر راہ اُس کی فشست کا مقام ہے راستہ روکے ٹیکھا رہتا ہے اُسی طرف سے آمد رفت ٹھہری۔

نواب۔ یہ لکھنام جوگی کون ہے۔

شah راجہ۔ ظالم بلا کے پد ہے۔ بھر میں اپنا فظیر نہیں رکھتا ہمالی پھاؤکی ایک جھلکی بہت ہی باندھے۔ وہاں اُس کا استھان ہے۔ جو پرسی ادنھ سے نکلتی ہے اس کو روکنا تو کیا رہتا ہے۔

نواب۔ پھر آپ، اُس مدد کا یونکہ بند و بست نہیں کرتے۔

شah صاحب۔ تم ہاں۔ آپ سے پہلے مجھے اس کا خیال ہے۔ مگر اُس کی تدبیر آپ ہی پر موقوف ہے۔

نواب۔ پھر ہمیسا ارشاد ہو وہ کیا جائے۔

شah صاحب۔ کچھ دنوں دشمن غربت کی سیر ہے۔

نواب۔ میں ہر طرح موجود ہوں جب ارشاد ہو۔

شah صاحب۔ ہاں ابھی اُس کا وقت نہیں آیا۔ میں آپ سے خود ہی عرض کر دوں گا۔ مگر اب تک نہ ہو۔

کو وقت پر آپ نکل جائیں۔

نواب - لا حول ولا قوّة - یہ آپ کے ارشاد کرنے کی بات ہے۔

خلیفہ جسی - (شاہ صاحب سے) اس سے آپ مطلع ہیں وہی جس وقت کہئے لگا آپ کے ساتھ ہو جائیں گے شاہ صاحب - اور ہاں خوب یاد کیا۔ آپ کی والدہ صاحبہ میں نے مٹا ہے مرشد آباد تشریف لے جانے والی ہیں۔

نواب - جسی ہاں دس بارہ دن میں جائیں گی۔

شاہ صاحب - وہاں کہیں آپ کی نسبت مطہری ہے۔

نواب - مجھے معلوم نہیں۔

خلیفہ جسی - جسی ہاں - ایسا ہمکچھ سناؤ گیا ہے۔

شاہ صاحب - اور یہ نسبت کا تقریر کیا ہے۔

خلیفہ جسی - نواب صاحب کے ماموں کی لڑائی میں ماموں صاحب آپ کے بڑے ایکر بیڑے ہیں۔ کو وہ دوں کی جانب داد ہے۔ اور ان کی ایک اکتوں لڑائی ہے نجیپن سے آپ کے ساتھ ملنگی ہوئی ہے۔ نیکم صاحب سے بچوں بکار تھا مگر آپ کے والد کی وفات کی تحریمت کے لئے وہ خود یہاں تشریف لائے تھے جب سے تھاں ہوئی۔ اب انھوں نے خود شادی کا تقاضا کیا ہے۔

اس بات کو سن کر شاہ صاحب بہت ہی چیزیں مذکور ہوئے۔

شاہ صاحب - تو پھر مجھے معااف کیجئے۔ آپ نے بزرگ بارے منفعت بخے ٹرمندہ کیا۔

نواب - والدہ کہا کریں۔ میں تو شادی نہ کروں گا۔

شاہ صاحب - دیکھو اس بات سے نہ پھر جملیت ہے۔ درست غصہ ہو جائے گا۔

نواب - میں لے تو آپ سے عرض کر دیا۔ دنیا پھر جانتے ہیں نہ پھر دیں گا۔

خلیفہ - نواب کی طرف سے خاطر جسم رہتے۔ اس میں میں ما شار اللہ برکت مُستقل مزادج ہیں جو وہ مدد کریں گے وہی ہو گا۔

شاہ صاحب۔ اور اگر نہ ہو تو کس کا فقصان ہو گا۔

خلیفہ۔ یہ بھی صحیح ہے۔

شاہ صاحب۔ بزرقا سے بکار ڈالنے میں سراسر فقصان ہے۔ اول تدوین لازوال جو آپ لئے والی ہے نے لے گی۔ دوسرا مشکل یہ ہے کہ دشمنوں کی جانب پر خدا جائز کیا بن جائے۔

خلیفہ جی۔ بجا ارشاد ہوتا ہے کہ حضور اکبھی تک توان انتظار ہیں انتظار ہے۔ صرف زمرد کی پردے کی اسٹار سے دید دیدار ہو جاتی ہے۔ کوئی صورت ایسی نکلنے کے موافق دامگی کا طریقہ ہو جاتا۔

شاہ صاحب۔ اس قدر عجلت۔

امم۔ امیں۔ الاجل۔ الاجل۔ اساعتہ۔ اساعتہ۔

چند کلمات اس اب وہیجے میں شاہ صاحب نے ادا کئے کہ نواب صاحب اور خلیفہ جی دونوں گھبرا کر خود شاہ صاحب کے چہرے پر آثار قشویش کے پائیے جاتے تھے۔ بڑی دلیر تک زور زور سے کچھ بڑھا کر تھوڑی دلیر کے بعد منکرا کے۔ ہا۔ مردود ہا۔

نواب صاحب۔ خیر تو ہے۔

شاہ صاحب۔ حق خیریت ہے۔ وہی کمیت گھنام حاد و کر کے بخوبیت مفل کی حقیقت کی۔ آخر مان گیا دہ بھی۔

خیلی جی۔ مناسب ہو تو کچھ مفصل اور شاد یہ ہے۔

شاہ صاحب۔ اس وقت بزرقا کے باش سے تازے انگور اور سیب ٹوٹ کے آئے تھے۔ مجعت بری بناستہ۔ حکم دیا۔ پہنچا ڈال فواب کے لئے اجاء۔ وہی رہتا تھا۔ راستہ میں گھنام نے روک لی دلوں میں دلیر نے تھکڑا ہو رہا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ میں لے لوں گا۔ جن کہتا تھا میں نہ دلوں گا۔ میں آپ سے باتوں میں مدد و فائد تھا۔ وہ دلیر سچنچ رہا تھا۔ اتفاق تھے میرے کافوں میں آؤ پڑا گئی میں بے اُسے دانتا۔ آخر مردود دیا گیا۔

خلیفہ جی۔ کگر حضور۔ پہ روز روز کا جھکڑا ابر۔ اس کا نجماں کیا ہو گا۔

شہ صاحب۔ افشا رانہ اپنام بخیر ہو گا چند روز کے لئے بخھ کو پہلی برجانا ہو گا۔ مگر مجھے ایک تمنویں ہے کہ قلعہ پاکے مرد دو کمیں نواب کو کچھ ایسا نہ پہنچائے۔

خلیفہ جی۔ حضور حصارِ گھنٹی دس سوگے تو کچھ بھی نہ کر سکتا۔

شہ صاحب۔ ہالی یہ تھی ہے۔ بہرے حصار کی حد بارہ سو کوس کے گردے ہیں ہے۔ مرشد نے اسی قدر بخھ کو بخٹا ہے۔

خلیفہ جی۔ حضور یہ کیا کہم ہے۔ لوگ تو گز دو گز کا حصار گھنٹہ ہیں۔

شہ صاحب۔ مرشد کے گرم سے جہاں میں ہوں وہاں سے پارہ سو کوس کے ارد گز کوئی سحر اور کوئی چادو اور کوئی بلیات اور کوئی خیانت اور کوئی بھوت پلیت قسم کی کوئی چیز۔ غرض کہ کس لا کوئی بس نہیں چل سکتا۔ مگر خوف یہ ہے کہ اگر کسی دن میں دور چلا گیا اور نواب اس حصار سے باہر ہو گئے تو بخت اپنی کر گذسے گا۔

خلیفہ جی۔ مان میں یہ رنجھتا تھا۔

نواب۔ پھر میں آپ کے بھراہ رہوں گا۔

شہ صاحب۔ از میں چہ بھر۔ مگر ابھی اس کا موقع نہیں آیا۔ سب مناسب ہو گا۔ میں آپ سے کہوں گا اور ایک مثل مشهور ہے۔ بیار سفر باید تا پختہ شود خام۔ نواب صاحب معاف یکجہے گا۔ فقیر کے ساتھ ایک سفر کر یکجہے امید کرنے سے خال نہ ہو گا۔

خلیفہ جی۔ بلاشک زمانے بھر کا بھر بھر ہو جائے گا مگر حضور سے ایک انتباہ میری بھی ہے کہ اس سفر میں بھی بھراہ رہتا چاہتا ہوں۔

شہ صاحب۔ کیا مظاہر۔ مگر ایک بات ہے بُرائنا مانئے گا۔ خاص خاص موقعی پر آپ کو نہ لے جاؤ گا۔

خلیفہ جی۔ میں ہر صورت سے تالیح فرمان ہوں جو حکم ہو گا اس سے سرموتفاوت نہ ہو گا۔

شہ صاحب۔ آپ کی سعادت مندی سے نہیں توقع ہے۔ اچھا آپ جائیں بہرستان کا میوہ آپ کو کر میں ملے گا۔ خلیفہ جی کو اجازت ہے۔ آپ کے اور ان کے سوا اور کوئی نہ کھائے۔

نواب۔ اگر حکم ہو تو حضور کے لئے تھوڑا سا بیسجد پاملاعے۔

شاہ صاحب۔ فیقر سوارے ہائی جوہر اور نیک کے کچھ نہیں کھاتا۔ اہل و عالی رکھتا ہیں پھر مجھے تھیج کے لیا کیجئے الگا۔

اج محلہ میں خوب لگھا گئی ہے۔ بیگم صاحب بہت مخوش ہیں۔ محوالی فوکروں چاگروں کے علاوہ کچھ لوگ باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ تین عورتیں محلہ میں ہیں۔ اور دو مرد باہر۔ میاں کوہم خال کے پاس یہ پانچ آدمی مہاناں کے طبقہ میں ہیں۔

عورتوں میں سے ایک بہترین رہی۔ دوسری ادھیرٹ اور تیسری جوان ہے۔ سن و سیدہ عورت سے بیگم بہت بھی خلا ملا کے ساتھ ہاتھیں لگائی ہیں۔

بیگم۔ ماشا اللہ سے اب میر جھٹن کارن کوئی ارتہ درس سے کچھ اونک ہے۔

وہ عورت یہ سماجززادی کی بھی چوڑھوں سال کی تھی اب کی ماہر رجہب میں لالائی گئی ہے۔ بیگم۔ ہاں وہی تین برس کا چھٹا پا بڑا ہاں ہے جھٹن ماشا اللہ تیرا بھر کے چھٹے میں تھا جب پہلا ہوئی ہے۔

مشلافی۔ میری آنکھوں میں خاک اپور اکھڑا ہے۔

چھٹی نویں۔ اس میں کیا شک ہے۔

بیگم۔ (کرن رہیدہ عورت سے) اچھا تو پھر انکی جو رحمی ہو۔ نواب کی مری تھوڑا ہو جائے۔

چھٹی نویں۔ جی ماں ادھر تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔ یہی تو بجوری ہے۔

تما مخلافی۔ دوسری خلل یہ ہے کہ چھوٹے نواب کا انھار صوال سال شروع ہو جائے گا۔

بیگم۔ ہاں اے لو۔ تھیک کہا۔ اس کا بھے خیال ہی نہ تھا۔

بڑی اتنا۔ (وہ من رہیدہ عورت بیگم کی بہانجھی کی اتنا ہے۔) بیگم اس میں بہت دیر ہوگ۔

بیگم۔ تو پھر کیا کروں۔

بڑی اتنا۔ نکاح کر دیجئے۔ بیاہ جب جی چاہے مجھے لگا۔ چھوٹے فواب کو پائے بند تو مرد دیکھ دیا آپ کے بھائی صاحب کو یہاں کا سب حال معلوم ہے۔ نہیں معلوم کون سے جو سب حال خلائق میں لگے مجھے تھا ہے۔ اس لئے تو انھوں نے جلدی کر کے مجھے بھیجا ہے۔

بیگم۔ ہاں بھریا ہو پچھے ہوئے ہیں وہ بات ہاں محل تھیک ہے۔ مگر کیا کروں یہ بھی تو مشکل ہے کہ باپ کی سی نہیں بھولی اور بیٹے کی شادی رچائی جائے۔ دنیا کیا کہے گی۔

بڑی اتنا۔ دنیا پچھے بھی نہ کہے گی۔ اور کہے بھی تو نا حق فا حق دنیا کے کچھ سے پچھتہ ہوگا۔ دیر کرنے سے بات بگای جاتی ہے۔ لڑکا ہائھ سے نکلنے چاہئے گا۔ لکھنؤں نجت خراب ہے۔ کورٹ کھلائے بھیں نہ پائے گا کہ سب روپیہ اور اڑ جملائے گا۔ آپ کو تینک نہ ہوگی۔

بیگم۔ سچ کرتی ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں میں ایسے ہی اتنا رد کھمٹی ہوں۔ مگر مجھے کچھ نہیں بن بڑھا لیکھ د۔ لگا تک ہو اب دوں گی۔ یہ ہائیس کرسکھلار کو حکم دیا کہ دار وغیرہ صاحب اور دیلوانی آج تک سرے پھر کو ڈالو ڈھنی پڑھا لڑ ہوئی۔ مجھے کچھ ہائیس کرنا ہیں۔

خوبی دیوار کے بعد یہ ہلکہ بر خاست ہوا۔ وہ تینوں مہماں بھی تین اپنے اپنے ٹھکانے پر جو انکے کے لئے تجویز کیا گی تھا۔ جلی گئی۔

اب بیگم صاحبہ کا خاص جلسہ ہے۔ خود بیگم ہیں یعنی تو پس سی۔ اور ایک اور پیش خدمت قدمیں ڈالا۔

ہے چھوٹے فواب کی اتنا ہیں۔

بیگم۔ سنتی ہو اتنا جسی۔ اب دیکھو تو ادھرست تقاضے پر تقاضے ہو رہے ہیں۔ یہاں کوئی سامان نہیں۔

لہیں چھٹیں کی حرکتوں کی خبر بڑے بھیتاں تک پہنچ گئی۔

ہم مندانی۔ خبر کرنے والے بھی خوب ہیں کہ مرشد آباد خلاں کے پیشجتے ہیں۔ آخر ان موؤں کو گیا فائدہ فہرہ اتنا بھی۔ اب خدا جانے کیا کیا لکھ دیجاسے۔ جب تو انھوں نے گھبرا کے ان لوگوں کو رد اشارہ کیا ہے جو راہ روپ یہاں کاہے۔ اب یہ سب آنکھوں سے دیکھ جائیں گے۔ دیکھ دیکھ کیا ہوتا ہے۔ مٹا غصب ہوا

چھٹی نویں۔ آخر ہوا ہر کیا تھا جس کی خبریں پہنچائی جاتی ہیں ایسا تو بات کا بتنگڑہ ہے جاتا ہے
وہ کون رئیس زادہ ایسا ہے جو اپنے زمانے میں شو قین نہیں کرتا۔

بیگم۔ اور رئیس زادے کرتے ہوئے گھر اے گھرانے میں ابھی تک کسی نے کچھ نہیں کیا تھا۔ رنگ دیا
نکر رہیں۔ مگر وہ شہد ہے کبھی نہیں ہوئے۔ فشر پانی کا ذکر ہمارے یہاں کبھی نہ تھا۔ بڑے مجھیا خدا
رکھے مولوی ہیں۔

اتاجی۔ اُو ہی نوج۔ بڑے نواب کی زبانی ہم نے ان باتوں کا ذکر رہی نہیں سننا۔ خدا جانے
ان صادراتے کو کیا ہوا ہے۔ یہ موڑے نہیں آدمی جو گھس بڑے ہیں اُن ہی کی ساری حرکتیں ہیں
چھٹی نویں۔ میں تو سنتی ہوں چھوٹے نواب لے سب باتیں چھوڑ دیں۔ کوئی شاہ صاحب ہیں
اُن کے شاگرد ہوئے ہیں۔ کوئی اسم پڑھتے ہیں۔ خورشید کو بھی بر طرف کر دیا۔
بیگم۔ میں بھی سنتی ہوں۔ خورشید کو بر طرف کر دیا۔

چھٹی نویں۔ ہال اُن دنوں میں صحبت کا لانگ بدلا ہوا تھا۔ جب سے چھوٹے میر صاحب آئے
لگ ہیں۔ انھوں نے ایسے دیسے لوگوں کو نکال دیا۔ خورشید کو بھی انھوں نے نکلوادیا۔
مغلانی۔ مولانا رنڈیوں کا بھرپور تھیک نہیں ہنا یہ کاظم علی ہے تھا سکا کریا۔
بیگم۔ یہ غلط است۔ یہ سب لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ کاظم علی کو میں خوب جانتی ہوں۔ وہ
اس طرح کا راستہ کا نہیں ہے۔

چھٹی نویں۔ حضور جو فرماتی ہیں وہ صحیح ہے۔ مگر میں سنتی ہوں لوگوں نے آنکھ سے دیکھ لیا۔
مغلانی۔ میں نے بھی سنایا۔

بیگم۔ سب خلطا۔ مجھے ہرگز یقین ہی نہیں۔

اتاجی۔ یہیک خلطا ہے۔

چھٹی نویں۔ حضور سے تو میری محال نہیں جو کچھ کہوں۔ مگر اتنا جی صاحب، آپ کو کیونکر صدق ہو گی
اتاجی۔ ہم اُس کو تجھنے سے جانتے ہیں۔ ہمامے محلے کا لالا کا ہے۔ میرے گھر دیوار تجھ مکان ہے

ابکی میں گھر گئی تھی جو بات اصل تھی۔ سب اپنے کافنوں سے من آئی ہوں۔
مخالانی۔ تم نے تو کافنوں سے رُنا لوگوں نے آنکھ سے دیکھا۔

بیگم۔ (یہ مخالانی اس بات میں تکرار نہ کرو۔ یہ لوگ ہمارے پیچے ہوئے ہیں ان سے ایسی خطا نہیں ہو سکتی۔ خدا کو دیکھا نہیں عقل سے پہچانا۔ کاظم علی کا چال چلن میں خوب جانتی ہوئی یہ سب لوگوں کی بنائی ہوئی ہائیں ہیں مجھے رب معلوم ہیں۔

چھٹی نویں۔ (مخالانی سے) اُو ہی خالہ تھیں کیا ہو گیا ہے۔ بس جو حضور کہتا ہے جس۔ وہی درست ہے ہم لوگ دو دن کے آئے ہوئے ہم کو کیا معلوم۔ اچھا ہو! اسی بہانے سے موہن رنڈی نوکھل گئی۔ چھوٹے نواب اُس کا بہت بھی کم ویدہ تھے۔ عجیب کیا ہے۔ بھیا! اسی بہانے سے اُس کو نواب کی نظرؤں سے گرا کے نکلوادیا۔

بیگم۔ ایک رنڈی ہی چھوٹ لگنگی تکیا ہو۔ چھوٹے نواب کے پیچھے اور سکڑاوی بلائیں گلی ہوئی ہیں۔ اُس کا کیا علاج۔

انا جی۔ پیچے کی جان و مال کا خدا ہی حافظا ہے۔ اب جعلوں کے پھردارے تباہ پڑے ہیں۔ نیکم اُپ خراب ہوں گے۔ ہمیرا کیا۔ مگر یہ امتا بخشن نہیں ہائیں دل جاتا ہے۔ اب تو انھوں نے لگھ لکھ کا آنا جانا بھی موقوت کر دیا۔

انا جی۔ آج آنکھوں دن ہے۔ مال کے سلام تک کون ہیں آئے۔

بیگم۔ دونہ آئیں جیتے رہیں۔ سلامت رہیں۔ مجھے اس کی بردوانیں۔ اب یہ صلاح کر دکر جو لوگ مرشد آباد سے آئے ہیں اُن کو کیا جواب دیا جائے۔

انا جی۔ جواب کیا دیا جائے۔ میں تو جانتی ہوں نکاح کر دینا چاہئے۔

بیگم۔ میرے نزدیک بھی مصلحت ہیں ہے۔

چھٹی نویں۔ حضور کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ باپ کی برسی نہیں ہوں۔ اور بیٹے کا نکاح ہو۔ مخالانی۔ نام احباب۔ برسی کے اندر یہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

اناچی۔ اُمرے بنی بیٹھو۔ بڑا کام تھے سے محل چائے کا۔ کوئی خوش سے نکاح کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک

اویجودی ہے۔

بیکم۔ ہاں۔ ہاں بہر میں بھی سوچتی ہوں۔ اپھا ان دار و غدر صاحب اور دیوانی صاحب کو بلا یا
ہے۔ دیکھنے ان کی کی صلاح ہے۔

مخالن۔ پھر مٹے نواب کا قوعت دیہ لیا جائے دیکھنے وہ کیا کہتے ہیں۔

چھپنے نہیں۔ وہ کیا کہیں گے۔ خدار کے ہماری حضور کو اختیار ہے۔ جو چاہیں کریں یہ مالک ہیں۔
اناچی۔ میں نے ایک دن پوچھا تھا۔ وہ تو انکار کرتے ہیں۔

بیکم۔ بچھے بھی بھی لکھتا ہے۔ اگر لڑکے نے کہیں انکار کر دیا۔ تو سب بات بنی بنائی بگڑا جائے گے۔
مخالن۔ میں تو جانتی ہوں انکار نہ کریں گے۔

بیکم۔ میں کہتی ہوں۔ ضرور انکار کرے گے۔

اناچی۔ میرا بھی اُہی خیال ہے۔

بیکم۔ اچھا تو پھر خرابی کے بھسن ہیں۔ یہ آخری تدبیر ہے۔

شام کو دار و غدر صاحب اور دیوانی بس پر دہ طلب ہوئے۔ تخلیہ ہو گیا۔ مگر جن لوگوں کو پرائے
بعید سنتے کا شوق ہوتا ہے۔ یا جن کا اُن بعیدروں کے معلوم ہونے میں پچھہ لفڑ ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی
طرح سُن ہی لیتے ہیں۔ مثلاً اس واقعے پر چھپنے نہیں اور مخالن کو تعلق خاطر تھا۔ اس وجہ سے جب
بیکم صاحب اپنے دو قدیم ملازموں سے بات چیت کر رہی تھیں۔ ایک قریب کے گردے کے دروازے سے
لگ ہوئی دو نویں عورتیں حرف بحروف سُن رہی تھیں۔ اور اُس لی ستار برقی باہر لگی ہوئی تھی۔
بیکم صاحب۔ کہہ اس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے۔
دار و غدر صاحب۔ ہم لوگ تائین فرمان ہیں جو حکم ہو۔

دیوان جی۔ مرثی مولا۔ از پہنچاولی۔

بیگم۔ ہاں میری یہ رائے ہے کہ جچوں نے نواب کو کسی نہ کس طرح پھنسا دینا چاہلہ ہے۔

دالہ و ختم۔ افسوس میں۔

دیوانچی - از میں چھپتے ہیں۔

بیگم۔ دیکھنے والے صاحب اور دیوانی صاحب آپ بھی سنئے۔ چھوٹے نواب کے آثار اچھے ہیں
ہیں۔ میں کہتی ہوں۔ اگر شادی ہوگئی تو کچھ نہ کچھ جو خود پڑے کا۔

دار و خود صاحب - جی ہافی - مگر دیکھو۔

دیوانِ جگ - کیوں ۹۔

بیگم۔ داروں کے صاحب۔ یہ آپ نے مایوس کا کام کیا گیا۔

دُو روغن۔ حضور ہارسی مالک ہیں۔ اور چھوٹے نواب بھی مالک ہیں۔ ہم لوگ قدیم خلک خوار ڈیں۔ مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس سرکار کے راہ رفتار پر ہائل بدلے ہوئے ہیں۔ خدا آپ کو صد و سالی سلامت رکھے۔ ہم لوگوں کو آپ ہی کے دم کا سہارا ادا کرو۔ درستہ ۰۰۰۰۰

دیوان جی۔ بس بس۔ آگے ناگفتہ پہ سئے۔

نیکم۔ میں خوب سمجھتی ہوں۔ جو آپ لوگوں کی زبان پر نہیں آتا۔ وہ میرے دل میں ہے واقعی رہنمائی
نواب (مرحوم) کے دم تک بخشی۔ صاحبزادے سے یہ امید نہیں کردہ باپ کے قائم مقام چوکے بیٹھیں گے
لیاقت پیدا کرے گے۔ چار امیرائیوں سے ملیں گے۔ یہ کھراب مجھے خود ملتا نظر آتا ہے۔

داروغہ۔ خدا نہ کرے۔

دیوان حجی - خدا نگیر - هر دو گوش شیطان کر پادا -

نیگم۔ یہ تو میں خود کہتی ہوں۔ جو آپ لوگ کہتے ہیں۔ (خدا نہ کسے) مگر خدا کو دیکھا نہیں عقل سے پہچانا اٹھا رہا ہی بڑے نظم آتے ہیں۔

داروغہ۔ صاف صاف یہ ہے کہ حسب ظاہر کوئی صورت بہبودی کی نظر نہیں آتی۔

بیگم۔ اچھا اب اس شادی کے باب میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ چھوٹے فواب کی مرضی لینا چاہیے۔

دیوان جی۔ اُو کی مرضی یعنی چہ۔ در پختہ ص حضور کو خدا کے فضل سے اختیار نقد و تطہیر حاصل ہے حضور ان کے گوشہ و پوسٹ کی مالک ہیں۔

داروغہ۔ ہاں مرضی تو لے لیجئے چاہیے۔

دیوان جی۔ چھ خوش چر انباشد۔ ان کی مرضی کیا ہماری حضور کو اختیار ہے۔

دیوان جی۔ آپ نہیں بحثتے۔ دیوان جی۔ یہ ہم لوگوں کی شادی بیاہ کی رسمیں آپ لوگوں سے علیحدہ دیوان جی۔ اتنا میں بھی خوب جانتا ہوں۔ کیا معنی کہ اہل اسلام میں کون سی تقریبات ایسے ہیں کہ بنہ جن پر من جمیع الوجوه مطلع نہیں ہے مرضی لینا حیله شرعی ہے۔ شادی بیاہ۔ خواہ بیٹی دائے ہوں۔

خواہ بیٹی دائے ماں پاپ کی مرضی کی موقوف ہے۔

داروغہ۔ مگر وہ حیله شرعی بھی تو قائم ہے۔ اگر کہیں لڑاکے نے انکار کر دیا تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

دیوان جی۔ اول تو انکار نہ ہو گا اس لئے کہ شادی خانہ آبادی اس سے بچے سے بوڑھے تک سب خوش ہوئے ہیں۔ اور اکثر افغانی الحال ہوا بھی۔ تو ہم لوگ قرار واقعی فہاش کریں گے۔

بیگم۔ میں نے ماں کا انکار نہ کریں گے۔ مگر ایک دوسری بات اور بھی ہے وہ بھی تو ہو۔ اور مجھے

صلاح پاؤ کر کیا کرنا چاہیے۔

داروغہ۔ وہ ارشاد ہو۔

دیوان جی۔ حضور ارشاد فرمائیں۔ ہمہ گوشیم تا چھ فرمائید۔

بیگم۔ بڑے بھتیا کہتے ہیں کہ مل جائیداد لڑاکے کے مہر میں لگھ دینا چاہیے۔

داروغہ۔ ہاں یہ دقیق معاملہ ہے۔ اول تو چھوٹے فواب راضی نہ ہوں گے۔ اور اگر ہوں بھی تو ہم لوگ اس کو جائز نہیں رکھتے کہ شوہر کو بالکل زوجہ کے اختیار میں دیدیں۔

دیوان جی۔ بیشک۔ برادر خلاف مصلحت ہے مگر حضور کی مرضی کیا ہے۔

داروغہ۔ جب مجھ سے حضور نے خود ہی رائے طلب کی۔ ہے تو جو کچھ میری رائے تھی وہ میں نے غص

گردی۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔

بیگم۔ داروغہ صاحب یہ تو اپنے تھیک کہا کہ دکو بالکل عورت کے اختیار میں دیدنا تھیک نہیں۔
لگل جائیداد میں چلی جائے اس سے تو اچھا ہے کہ بیوی کے قبضے میں رہے۔
دیوان جی۔ اس نظر سے تو بالکل مصلحت ہے۔ لگل جائیداد فتقل کر دی جائے۔ اگر چہ فتقل الیہا
کچھ اس جائیداد کی محتاج نہیں۔ اس لئے کہ حضور کے بھائی صاحب خود ایکسر ہیں۔ لاکھ دولاکھ اُن
کے نزدیک ایک جنم معاملہ ہے۔

بیگم۔ خدا رکھے میرا بھائی۔ کرو ڈیتی ہے۔

دیوان جی۔ خدا را زیادہ کرے۔ یہی بات ہے۔

داروغہ۔ یہ سب کچھ سہی۔ لگل میں اپنی رائے پر قائم ہوں۔ آئندہ جو بیگم صاحب کی مرضی۔
بیگم۔ میں کہتی ہوں۔ داروغہ صاحب آپ اس معاملے پر غور تو کچھ۔

داروغہ۔ اچھا پھر میری رائے کیا۔ اور دیکھ کیا۔ استخارے پر نہایجھے۔

دیوان جی۔ خدا خواستہ اگر استخارہ منع آیا۔ تو یہ سب جائیداد مفت خورے سہا جن لیں گے۔
لہذا میری یہ رائے ہے کہ استخارہ مطلق نہ ہو۔ بلکہ مطلق ہو۔

داروغہ۔ میں دیوان جی کی رائے سے آفاق کرتا ہوں۔ اول تو میں کیا۔ اور میری رائے کیا
بیگم۔ نہیں آپ کی رائے کیوں نہیں۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ چھوٹے نواب کا اب ہے کون قدیم
نوكر بجائے بزرگوں کے ہوتے ہیں۔ اس بات پر داروغہ صاحب اور دیوان جی دونوں آپ دیدہ
ہو گئے۔ اور دونوں نے متفق اللفظ عرض کیا۔

دیوان جی اور داروغہ۔ حضور خدا ہی عالم ہے ہم لوگوں کو جھوٹے نواب کا کس قدر خیال
ہے لگر شریط انوں سے بس نہیں چل سکتا۔ خدا چھوٹے نواب کے جان و مال و آہوں کی حفاظت کرے۔
جھلیکوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

دیوان جی۔ صنانے کوئی شاہ صاحب ہیں ان کے گرید ہو کے ہیں۔ انھوں نے کوئی اسم بتایا نہ

داروغہ۔ خیر مید قو نہیں ہو کے ہیں (پیری مُریدی ہم لوگوں میں نہیں ہوتی) مگر اُس کے جمل میں پھنس کے ہیں۔ اور وہ شاہ صاحب کوں ہیں۔ اُن کو بھو جانتے ہو۔

دیوان جی۔ کوں ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ مگر اُنہاں سے بڑے صاحب کرامت ہیں۔

داروغہ۔ اُنم بامحی ہیں۔ کرامت علی شاہ نام رکھا ہے۔ وہ تھار سے محلہ میں قدِ حسین فدا بن نامے ایک صاحب رہنے لگتے۔ اُن کو جانتے ہو۔

داروغہ۔ ہاں ہاں کہئے۔ میں خوب واقف ہوں۔ بلکہ اُن کی ہر قادی پشت سے آکا ہی ہے وہی ناجن کی کنکوے کی دوکان تھی چھپیا بہر۔

داروغہ۔ ہاں ہاں وہی۔ خیر اُن کا لٹکا ہے وہ جو کنکا محل کی لوندس سے تھا۔
دیوان جی۔ کرامت۔

داروغہ۔ جی ہاں۔ وہی یہ کرامت علی شاہ صاحب تیر کرد
دیوان جی۔ آہا تو یہ کرامت علی شاہ صاحب وہی اُنیں بیچت لگن کے لڑکے میاں کرامت۔

داروغہ۔ جسی ہاں خدا کی قدرت ہے۔ ابھی چاروں کا ذکر چھپرے پاس چار آئندہ مہینہ اور
کھانے پر فوکر تھا۔

بیکم۔ داروغہ صاحب کیوں۔ یہ موکر امت وہی ہے ناجو اُن دفول اُپ کے گھر سے تابنے کے مرتنے
کے بھائی گیا تھا۔

داروغہ۔ حضور وہی۔ حضور کو خوب یاد رہا۔

بیکم۔ جسی ہاں یاد کو کیا ہوا۔ ابھی دو دن کی بات ہے۔ جب نواب شکار پر گئے۔ آپ بھی ہمراہ کے تھے
داروغہ۔ حضور ہاں اُسی زمانے کا ذکر ہے۔

بیکم۔ پھر آپ نے مور کو قید نہ کر وادیا۔

داروغہ۔ حضور کی عرض کر دی۔ میاں فدا حسین ہاتھ جوڑنے لگے۔ چت لگن اُس کی ماں قد مود پر

گریٹری - محمد کا واسطہ تھا میں نے دعویٰ نہیں کیا۔

دیوان جسی مگر وہ تو مزرا یافتہ ہے ہے ۔

دار وغیرہ۔ ایک دفعہ ۲ تین مرتبہ نہ رہا پال۔ اخیر مرتبہ بارہ برس کے بعد کامے پانی سے جھوٹ کے آیا ہے۔ وہاں سے آتے ہی اُس نے یہ خشور پھیلائے۔ شاہ صاحب ہم بیٹھا خبیث اتفاق ا۔ مردو دا زی خداونی جا مری میں یہ حركات ناشائستہ اُس سے سرزد ہوتے ہیں۔ دیکھ دار من میں رو سیاہ ہو گا۔ بلکہ دنیا دما فیرہا میں بھی بہبود نہ ہو گی۔ گریہ تو۔ جا ہاں۔ ناخواندے کوئی ناتراش بہت سے معتقد ہو گئے۔

دار وغیرہ۔ معتقدوں کی پچھے نہ پوچھئے۔ صحیح کو دربار لگتا ہے۔ خلقت بھیڑ پر یاد ہسان ہے۔

بیگم۔ اُن لوگوں سے کوئی اٹھیں کہہ دیتا کہ یہ موافق اُنھاں گمراہ ہے۔ اُس کو آتا اس کیا ہو گا۔ یہ

لوگ کیوں عریض ہوتے ہیں۔

دار وغیرہ۔ حضور نجاح ارشاد کرتی ہیں۔ مگر وہ اپنے فن میں یکتا ہے۔

بیگم۔ اُس فن میں ۔ ۔ ۔

دار وغیرہ۔ جلسازی ۔

دیوان جسی سچھ علم پھیلیں فن گوش زد ہوئے تھے یہ سنتیروں ایں جعلی اسی آج دار وغیرہ صاحب سے محاوم ہوا۔

دار وغیرہ۔ دیوان جی صاحب آپ الگ وقتوں کے آدمی ہیں۔ آپ کو کیا معلوم۔ جلسازی بہت بڑا فن ہے۔ فن کیسا اب تو علم کے مرتبے کو پہنچ لیا ہے۔

بیگم۔ اچھا۔ اب میری نماز کا وقت آگئا۔ میں تو جاتی ہوں۔ آپ لوگوں کا عندر یہ مجھ کو معلوم ہو گیا ان لوگوں کو جو مرشد آپا دستے آکرے ہیں۔ بطور خود جواب دیدوں گی۔ بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ میں خود چند روز کے لئے مشرد آہا دھلی جاؤں۔ وہاں جل کے بھیا سے صلاح مشورہ کر کے جو کچھ بن پڑنے کا کروں گی۔

دیوان جسی اور دار وغیرہ۔ حضور یہ بہت ہی مناسب ہے۔ حضور خود ہی تشریف لے جائیں۔

بیگم۔ ہاں پھر کیا کیا جائے۔ بغیر اس کے کچھ بن نہیں پڑتی۔ اچھا توکل ماستر سے ایک تاریخ دعا کے

دیدو۔ میں پرسوں شام کی ریل میں روانہ ہو جاؤ گی۔

داروغہ۔ بہت خوب۔

بیگم صاحب کے اٹھ جانے کے بعد داروغہ اور دیوان جی میں دینہ تک با تیس ہوا کیس۔

دل نا شاد بہت شاد ہوا
لومبارک ہو گھر آباد ہوا
ظلم کی بانیہ مبارک ہو
زوجہ ثانیہ مبارک ہو
یہب پاروں کی دلگی تھی
کھانسی گئی حکم جی بھی

مہری۔ حکم صاحب مبارک ہو۔ یہ کاغذ پڑھئے۔ اس طبق پرکھوں کے جھٹپٹی کر ادیجھے۔ نکاح کر لیجھے۔
حکم صاحب۔ مگر نکاح کی شرطوں کو تو دیکھو۔ ہر طرح سے بیگم صاحب نے مجھے ہی کو پابند کیا ہے
مہری۔ کیسی بے وقوفی کی باتیں کرتے ہو۔ تم کو ہر طرح سے پابند کیا ہے۔ اور وہ محکماں پا بند ہوتی
ہیں۔ دیکھو تو کیا خاص بات ہے۔

حکم صاحب۔ گریہ کیا لکھا ہے کہ میرے شوہرا فی الک کوں اولاد اور وارث نہیں ہے۔ اور یہ چھوٹے
نواب کوں ہیں۔

مہری۔ یہی تو کہتی ہوں۔ تھیں آم کھانے سے مطلب ہے یا پہنچنے سے۔ کچھ تو انھوں نے اس کی راہ
رکھی ہو گی۔ اتنا تو بھئے معلوم ہے کہ جب سے چھوٹے نواب شراب پینے لگے ہیں۔ بیگم کو اُن سے نفرت ہو گئی اب
وہ اپنا اگلے گھر کرتی ہیں۔ اچھوٹے نواب کو ایک کوڑی تو دیں گی نہیں۔ اور کیوں دیں جائیداد مل اُنکی
نہ۔ چھوٹے نواب کے باپ کی نہیں ہے۔

حکیم صاحب۔ ہاں تو اب بھجھ میں آیا۔

مہری۔ اچھا تو میں کاغذ پر دلکشی (دستخط) کر دو جلدی کرو۔

مہری حکیم صاحب کے ساتھ آج اس بے تکلفی سے ہاتھ کر رہی ہے کہ حفظ اور کاغذ نہیں ہے مگر حکیم صاحب خوش ہیں۔ آج تمام منصوبے پورے ہو گئے۔ اب کیا ہے۔ نکاح ہوا جاتا ہے۔ دم بھر کے لئے حفظ اور کاغذ نہیں۔ مہری اس وقت اگر کامیابی کی بھی پرسوں تک کی افتکو میں یہ معاملہ اہم طور پر ہوا تھا جو بڑی پھرداں ہے۔ بیگم صاحب کو نکاح پر راضی کر دیا ابھی پرسوں تک کی افتکو میں یہ معاملہ اہم طور پر ہوا تھا آج طے ہو گیا۔ بیگم صاحب کا مہری کاغذ ساتھ میں نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کے اور کیا ثبوت ہو گا۔

حکیم صاحب۔ یہ توقع ہے مگر شرطیں بہت بھی سخت ہیں۔

مہری۔ سخت ہیں تو جانے دوریہ کے لئے دو اس بیرٹی سے کہ عالم خیال میں تمام منصوبے حکیم صاحب کے خاک میں مل گئے۔

حکیم صاحب۔ نہیں جانے کیوں دو۔ بیگم صاحب کو بخداو۔

مہری۔ اب میرے بھائی نہیں بھائی جاتیں، بروقت اپنے خود بھایا بھی رکتا۔

حکیم صاحب۔ (مسکرا کے) اچھا خیر۔ خاطر ہے۔

مہری۔ میرے خاطر کیوں ہے۔ اپنی جڑواک خاطر ہے۔

اسے نو خدا کی قدرت کہاں حکیم صاحب اور کہاں بیگم صاحب اور کہاں یہ لفظ "جردا" بیگم صاحب جن کی سرکار میں آج بھی حکیم صاحب کے ایسے کئی نفرے پڑتے ہیں۔ حکیم صاحب کی جڑواں بھی جاتی ہیں۔ بھر حکیم صاحب کیوں خوش نہ ہوں۔

حکیم صاحب۔ اور یہ پیسہ بزار کا مہر۔ اور جس نک ادا نہ ہو۔ میری کلی جائیداد مکفول رہے یہ مسودہ کس نے لکھا ہے۔ بڑا قانونی معلوم ہوتا ہے

مہری۔ لکھا کس نے ہے۔ کیا خط نہیں پہچانتے ہو۔ ماشاء اللہ سے اُنہی کے ہاتھ کا لکھا کدا ہے

حکیم صاحب۔ اور یہ کیا شرط لکھی ہے کہ بروقت نکاح دو بزار روپیہ نقد بطور مہر محل ادا کیا جائے یہ

پر تو مشکل لئے ہے۔

مہری۔ میں کیا جانوں لکھا ہو گا۔ اور جو لکھا ہے کہ ناپڑے گا۔ شکل ہو چاہے سچ ہو۔
حکیم صاحب۔ کیا زبردستیاں ہیں۔ کہ ناپڑے گا۔

مہری۔ نہیں توں سونے کی چڑیا کو پصنانا کیا کچھ (سمیں) ہے۔

حکیم صاحب۔ اور یہ نکاح ہو گا کب۔ جب مرشد آباد سے ہو گے آئیں گی۔

مہری۔ مرشد آباد کوں جاتا ہے۔

حکیم صاحب۔ بیکم۔

مہری۔ پھر تم سے نکاح کوں کر لیگا۔ جس کو تو نکاح ہو گا۔

حکیم صاحب۔ اور مہری سے تقویر گھٹل مل کے با تین ہو رہی تھیں۔ اور جسیں پرینک کے عالم میں بُٹھے
تھے۔ مہری کے اس فقرے نے انھیں پڑا دیا۔ جس کو تو اپ کے ساتھ نکاح ہو گا۔

نبی نخش۔ (حکیم صاحب سے) کہیں جس کو نکاح نہ کیجئے لا دیکھ لے دیتا ہوں۔

حکیم صاحب۔ کہوں ہے۔

نبی نخش۔ بس کہہ دیا۔ ایک آدھ بات میری مان لیجیں کہ لا دیکھا آدھی ہوں۔ یہ بال پھر

دھوپ میں تو سفید کے نہیں ہیں۔

حکیم صاحب۔ آخر کچھ وہ بھی۔

نبی نخش۔ (مہری سے) اے دیکھتی ہو۔ فر اسی بات کی میاں نہیں مانتے جس کو نکاح نہ کیجئے گا۔

مہری۔ آکھم کوئی سبب بھی ہے۔

نبی نخش۔ اور جو سبب نہ کہنے کا ہو۔

مہری۔ پچھے تو کہو۔

نبی نخش۔ اپھا چانے دو۔ میں نے تو ایک بات کہہ دی۔ اب چاہے کوئی مانے پانے مانے

حکیم صاحب۔ یہیں تو پوچھتے ہیں کہ کہوں ہے۔

نبی نخش۔ عرض تو کیا۔ جھوہ کو نہ کچھے لگا۔ اور دن نہیں ہیں کیا۔

حکم صاحب۔ آخر کوئی وجد بھی بتاؤ گے۔

نبی نخش۔ اور جو وجد نہ بتائے کی ہو۔

مرہی۔ وجہ تو بتانا پڑے گی۔

نبی نخش۔ نہیں ہتاتے۔ کوئی زہر دستار ہے۔

حکم صاحب۔ (کسی قدر بڑھ ہو کے) بتائے کیوں نہیں۔ کیا وجہ؟۔

نبی نخش۔ بہس میری وجہ ہے۔ نہ کچھے لگا؟۔

حکم صاحب۔ لا حول ولا قوة۔

مرہی۔ بدھا پکھ سہیا گیا استھان۔ بتائے کیوں نہیں۔

کہاں تو حکم صاحب اور مرہی میں دوسرے مزے کی یا تیس ہو رہی تھیں۔ کہاں میاں نہیں نہیں تھے پر توک دیا یہ امر دو نوں کونا گواہ بخدا و نوں بگاٹا گلگا کے پچھتے تھے اور میاں نہیں تھے پر کہے جاتے تھے۔ اور خود بھی بگلتے تھے آخر بڑی سی جدت تک اس کے بعد یہ روز المھماک مثل مشہور سہی جمع کو نکلاع۔ ہفتہ کو طلاق یہ جب یہ روز المھماک ہے تو حکم صاحب اور مرہی دو نوں خوب تھوڑہ تھوڑہ اس کے منہ۔ نہی نخش۔ (ذرا کھیانے ہو کے) میں سچ کرتا ہوں انسی کی ہات نہیں۔ اگلے آدمی جو کہہ گئے ہیں اُس کو پتھر کی لکڑی کھٹا چلائے۔

حکم صاحب۔ لے بس بس۔ اپنی فصیحت گرسی رہئے دیجئے۔

نبی نخش۔ میری سجائی ہے۔ آپ کو فصیحت کروں۔ ایک بات سُنی تھی۔ کہہ دس۔ اپنے مزدیک تو اچھی بات کہی۔ اب آپ اُسے انتہی نہیں یہاں ہزاروں وقوف کی آڑ مانی ہوئی ہے۔

حکم صاحب۔ تو کوئی ہزار نکاح آپ نے جمد کو ہوتے دیکھے ہوں گے۔ اور سب میں طلاق ہو گیا۔

نبی نخش۔ اب آپ سے جمدت کو ف کرے۔ اس کے بعد پھر میاں نہیں نخش اپنی دھیلے کی افسوں کے

درے پہنچے گے۔

حکیم صاحب اور سہری میں سلسلہ کلام شروع ہوا۔

حکیم صاحب۔ (سہری سے) یہ تو کہو۔ بیگم مرشد آباد نہ جائیں گی۔
سہری۔ کیسی نادانوں کی باتیں کرتے ہو۔

حکیم صاحب۔ تو صاف کہو۔

سہری۔ ریل کے اسٹیشن تک سب کے دکھانے کو جائیں گی۔ ریل میں سوار ہوں گی۔ بارہ بنک سے
اُتر پڑیں گی۔ تھامے ساتھ سوار ہو کے چلی آئیں گی۔

حکیم صاحب۔ آہ۔ یہ ہند بیڑس ہیں۔ تو کہتی کیوں نہیں!

سہری۔ کہیں کس سے۔ تم تو اقرار نامے میں حیل جھٹ نکالتے ہو۔

حکیم صاحب۔ تو بارہ بنک تک بچھی جانا ہو گا۔

سہری۔ آپ ہی چاؤ گے اپنی غرض کو۔

حکیم صاحب۔ اور باورہ بنک سے آنے کے لئے کام ہو جائے گا۔

سہری۔ ہاں۔ ہاں۔ کوٹکر کہوں ... ॥

حکیم صاحب۔ اور یہ کاغذ کب ہو گا۔

سہری۔ یہ کاغذ آج ہو گا۔ اور کہا ہے کہ اس کاغذ کو پھیرتی لانا۔ جب تم جھٹری کر اس کو بھیجو گے تو اس
سے ٹان ہو گا۔ دیکھو کوئی ہول رہ نہ جائے نہ ادھر کا ادھر ہو لے پاوے۔ نہیں تو میں ٹھیس جانتی۔ وہ
بیگم میں اپنے نند کی۔ ذرا سی بات ہر تو انھوں نے اولاد کی شے کو چھوڑ دیا۔

حکیم صاحب۔ ہاں تو کہو۔ یہ بیٹے سے بیزار کیوں ہو گیں۔

سہری۔ اب اسی بات ہر تو مجھے گستہ (غصہ) آتا ہے۔ یہ سب تھمارے بھر بھرے ہوئے ہیں۔

حکیم صاحب۔ میرے کیا بس بوئے ہوئے ہیں۔

سہری۔ تم نے جادو کیا۔ اور اسی جادو کیا کہ یوں تھمارا کلمہ پڑھنے لگیں۔ اور تم غصب کے آدمی ہو

حکیم صاحب۔ (نہس کو جیسے انھوں نے ضرور جادو کیا۔ اور اسی کا پہ (آخر تھا) بھلا میں کیا جانوں